بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# سوال کا جواب

# حلب اور شام میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟

**سوال:**

شام میں امریکی تصفیاتی مذاکرات کو دوبارہ شروع کرنے کی بابت ترکی نے روس سے رابطہ قائم کرنا شروع کر دیا ہے۔بی بی سی نے 2 دسمبر 2016 کو بتایا:"میولوت کاوسوگلو( Mevlut Cavusoglu) نے کہا کہ شامی بحران کے حل کے لیے ترکی روس سے مشاورت کر رہا ہے۔ صدر رجب طیب اردگان نے گزشتہ ہفتے میں کم سے کم تین بار روس کے صدر ویلادمیر پٹن سے ٹیلی فون پر شام کے موضوع پر بات چیت کی جبکہ کاوسوگلو نے جمعرات کو روس کے وزیر خارجہ سرجی لاوروو(Sergei Lavrov) سے اسی موضوع پر ترکی میں بات چیت کی ہے"۔

ان ساری چیزوں کے بعد بھی روس حلب پر جارحانہ حملے کر رہا ہے۔ اس نے اپنی ویٹو(veto) کی طاقت کا استعمال کرتے ہوئے 5 دسمبر 2016 کو سلامتی کونسل میں پیش ہوئے اس بل کو مسترد کر دیا جس میں حلب میں کچھ دنوں کے لیے جنگ بندی کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ ترکی اس معاملے میں روس کے مظالم کے باوجود مذاکرات پر زور کیوں دے رہا ہے؟ حلب اور شام کے موجودہ حالات کیا ہیں؟ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

**جواب:**

مکمل جواب کے لیے ہمیں کچھ چیزوں کا جائزہ لینا ہوگا:

اولاً، دوماہ سے امریکہ روس کے ساتھ مل کر حالات کو سنگین کرتا جارہا ہے، اور یہ اس تناظر میں ہے جبکہ یورپی ممالک روس کے حلب پر شدید ظالمانہ ہوائی حملوں کی کڑی مذمّت اور شام میں امریکہ کے کردار کو شدّت سے رد کر رہے ہیں اور یہ اس وقت اپنی انتہاء پر پہنچ گیا جب جنگجو گروہوں نے امریکی مخصوص افواج کی موجودگی میں ترکی کی فوجی مہم Operation Euphrates Shield میں حصّہ لینے سے انکار کر دیا۔ اور اس کے بعد امریکہ نے اس بات کا احساس کر لیا کہ شامی عوام اور انقلابیوں کو جھکانے کے لیے مزید جارحانہ جنگی مہمات کو انجام دینا مستقبل میں ہونے والے مذاکرات کی کسی بھی درجے میں کامیابی کے لیے اوّلین شرط ہے۔ تب سے امریکہ نے کئی محاذوں پر منصوبہ بندی شروع کر دی:

1:اس نے روس کو اور بھی زیادہ مہلک فوجی ہتھیاروں کے استعمال پر آمادہ کر لیا جس کے بعد روس نے یکم نومبر 2016 کو شام کے ساحل پر کزنیٹسوو طیارہ بردار جہاز کو لا کھڑا کیا جس پر خصوصی کروز میزائل نصب تھے۔ اس جہاز کی آمد کے فوراً بعد شام خاص طور سے حلب کی جائزاتی مہم(surveying campaign)شروع کر دی گئی۔ یہ جنگی سازوں سامان شام، خاص طور سے ہومیمن فوجی ہوائی اڈے میں پہلے سے موجود روس کے طیاروں اور فوجی آلات کے علاوہ ہے۔

2:امریکہ نے حلب میں ایران کی خصوصی افواج اور ان کے حامیوں کو بھی طلب کر لیا۔

3:اس نے سعودی عرب، ترکی اور دوسروں کی مدد سے شام کے زیادہ تر محاذوں کو ٹھنڈا کر دیا کیونکہ شام میں جنگجو گروہوں پر ان ممالک کا مالی اثرورسوخ ہے، اس کے نتیجے میں عارضی صلح اور مفاہمت کے خطرناک طریقے سے ختم ہونے کے امکانات بڑھ گئے اور انقلابیوں اور ان کے خاندان کے لوگوں کے بسوں میں سوار ہو کر ادلب جانے کے مناظر نے شامی حکومت کی جانب سے ان خاموش محاذوں سے حلب کی طرف کمک کی فراہمی کو یقینی بنا دیا۔ اس پر مزید یہ کہ یہ ممالک حلب میں بغاوت کی آگ بھڑکانے کے لیے کوشاں ہیں جس کی وجہ سے ہم نے پھنسے ہوئے انقلابیوں کے مابین تصادم کا مشاہدہ کیا۔

4: مزید یہ کہ، اردگان کی مسلسل Operation Euphrates Shield مہم اور ترکی کے وفادار جنگجو گروہوں کو جربلوس (Jarablos)کے بعد الباب(Al-Bab ) کی جنگ کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش ہے تاکہ حلب کے حقیقی محاذ کو کمزور کیا جاسکے جن پر یہ یقین تھا کہ وہ شہر کی بازیابی اور دم گھوٹ دینے والے محاصرے کو ہٹا سکیں گے۔ جنگی میدان کی رپورٹوں سے پتہ چلا کہ شام کے مسلح مخالف گروہوں نے اپنے کنٹرول والے مشرقی

حلب کی ایک تہائی زمین پر اپنا قبضہ کھو دیا کیونکہ متعدد جنگجوؤں نے شام میں اپنے محاذوں سے پسپائی اختیار کرلی اور ترک افواج کی داعش اور کُرد گروہوں کے خلاف Operation Euphrates Shield کے تحت مدد و تاعید کرنے لگے۔ سیرین آبزرویٹری آف ہیومن رائٹس (Syrian Observatory of Human Rights) کے ڈائریکٹر رمی عبدالرحمٰن نے پیر کے روز سکائی عرب نیوز (Sky Arab News) سے بات چیت میں کہا کہ "آزاد شامی فوج میں سے وفادار جنگجوؤں کو Operation Euphrates Shield مہم کے تحت داعش کے خلاف جنگجو افواج میں شامل ہوجانے کے ترکی کے احکام پہنچ گئے جس مہم کو ترکی نے ابھی ایک مہینہ پہلے ہی داعش اور کردوں کے اس کے سرحدی علاقوں پر قبضے کے خوف سے شروع کیا تھا۔ عبدالرحمٰن نے بتایا کہ شامی جنگجوؤں کی شکست کی ایک اہم وجہ ترکی کی مداخلت ہے جس کی وجہ سے وہ آزاد شامی فوج میں شامل ہوگئے اور شامی حکومتی افواج اور ان کے حلیفوں کے خلاف محاذوں کو جہاں پر ان کی موجودگی کی توقع تھی اس کو انہوں نے خالی چھوڑ دیا" (سکائی نیوز عربی، 28 نومبر 2016)۔

دوئم: اس کا بہت بڑا اثر حلب اور اس کے انقلابیوں پر پڑا کیونکہ وہ آزاد کردہ وسیع علاقوں پر اپنا کنٹرول قائم نہ رکھ سکے جس کی وجہ سے ان کو ایک تنگ علاقے میں مقید کر دیا گیا اور شدید گولا باری نے باقی کے نزدیک علاقوں کو غرقاب کرنے کے خطرے سے دوچار کر دیا۔ اس وقت جب جنگ بندی کی بین الاقوامی اپیلیں ہو رہی تھیں، امریکہ کو لگا کہ شام کے حل کے لیے سیاسی عمل کو پھر سے زندہ کرنے کا موقع مل سکتا ہے، اور اس نئی صورتحال میں ہنگامی اقدامات کی ضرورت ہے اور اس میں تاخیر نہیں کی جاسکتی، اور اس بات کے ثبوت درج ذیل حقائق سے ظاہر ہوتے ہیں:

1. امریکہ یہ بات جانتا ہے کہ مشرقی حلب کے اہم علاقوں کو حاصل کرکے شام کے انقلاب کا خاتمہ نہیں کیا جاسکتا اور شام کے مختلف علاقوں سے انقلابیوں کا صفایا کرنا تقریباً ناممکن سا کام ہے۔ اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ ان انقلابی سالوں نے شام میں ایک پُرخطر اسلامی ماحول تیار کر دیا ہے اس لیے وہ اس ماحول کے خاتمے کی جلدی میں ہے اور اس ماحول کو ختم کرنے کے لیے سیاسی اصلوب اختیار کر رہا ہے اور اس میں انتہائی جلدی کا مظاہرہ کر رہا ہے کیونکہ یہ طریقہ کار زیادہ کارآمد ہے بہ نسبت جنگی حکمت عملی کے جو کہ اس ماحول کو بڑھانے کا کام کرتا ہے۔ اس لیے امریکہ اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ اور زیادہ قتل عام اور تباہی اب شام کے لوگوں کو مطیع و تابع بنا سکتی ہے اس لیے کئی سالوں سے وہ اپنے منصوبوں کے مطابق ایک سیاسی حل تلاش کرنے کے مواقع ڈھونڈھتا رہا ہے۔

2. 20 جنوری 2017 کو موجودہ اوباما انتظامیہ وہائٹ ہاؤس کو الوداع کہے گی۔ وہ اس کو اس حال میں چھوڑنے کے خواب دیکھ رہی ہے کہ اس کی انتظامیہ کو کسی کارنامے کے حوالے سے بعد میں یاد کیا جاتا رہے اس لیے شامی حکومت کی افواج کے حلب میں گھسنے کے بعد، روس نے اس بات کا انکشاف کیا کہ امریکہ کے سیکریٹری خارجہ جان کیری نے حلب میں بدحواسی کے عالم میں سودا کرنا چاہا ہے۔ روس نے 28 نومبر 2016 کو بتایا کہ: "روسی صدر کے مددگار یوری اوشاکو نے 28 نومبر پیر کے دن بیان دیا" اگر آپ کیری کی کوششوں کے بارے میں پوچھیں تو وہ واقعی بہت پر زور ہیں۔" اور اس نے آگے بتایا "ہم ان کوششوں کو ناقابل یقین کہہ سکتے ہیں، اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ کس شدّومد سے امریکی اور روسی وزرائے خارجہ نے بے مثال ٹیلی فونی رابطہ قائم کر رکھا تھا جس کی ساری توجہ کا مرکز صرف شام ہی تھا""۔

3. امریکہ کی ترکی کو دی جانے والی ذمہ داری اور اس کی تربیت تاکہ وہ امریکہ کی جانب سے ایک اہم سیاسی کردار ادا کرے، اس حد تک کہ کیری لاوروف (امریکہ و روسی وزرائے خارجہ) کے تعلقات کی جگہ روس ترکی تعلقات نے لے لی اور یہی مشرقی حلب کے قریبی علاقوں پر قبضہ جمانے کے دوران ترکی کی بے انتہا مواصلات (communication)، ترکی اور روس کے افسران کے مابین ہونے والی بے پناہ ملاقاتوں اور ترکی کے افسران کی لبنان اور ایران میں ان کے دوروں کی توجیہ کرتا ہے۔ ترکی کے دورے اور ان کی ملاقاتیں بہت پُرزور ہیں:

ا۔ ایرانی صدر حسن روحانی نے ہفتے کے دن 26 نومبر 2016 کو تہران میں ترکی کے وزیر خارجہ میولوت کوسوگلی (Mevlut Cavusoglu) سے شامی بحران اور دوسرے مقامی مسائل کے متعلق بات کی اور یہ ان دونوں ممالک کے باہمی تعلقات سے بڑھ کر تھا۔ ایرانی اسلامی ریپبلک نیوز ایجنسی نے بتایا کہ ترکی کے وزیر خارجہ ایرانی وزیر خارجہ محمد جاوید ظریف سے اپنی بات چیت جاری رکھیں گے۔ (الجزیرہ نیٹ، 26 نومبر 2016)

ب۔ اناتولیانیوز ایجنسی نے کہا: ترکی کے وزیر خارجہ نے ریاض حجاب سے فوری جنگ بندی اور حلب میں انسانی ضروریات کی امداد کی فراہمی کے ساتھ ملک میں چل رہے تنازعہ کے سیاسی حل کو تلاش کرنے کی ضرورت پر بات چیت کی۔(الجزیرہ نیٹ، 26 نومبر 2016)۔

ج۔ 30 نومبر 2016 کو لاوروف (Lavrov) کا دورہ ترکی: "روس کے وزیر خارجہ سرگئی لاوروف نے اعلان کیا کہ شام کے تعلق سے جنگی، سفارتی اور سیاسی سطحوں پر روسی ترکی معاہدے طے ہونے کی راہ پر ہیں (یکم دسمبر 2016 Russia Today) لاوروف نے مزید بتایا: "روس اور ترکی جتنی جلدی ہو سکے گا اتنا شامی بحران کے حل کو تلاش کرنے کے لیے بات چیت جاری رکھیں گے (یکم دسمبر Al Jazeera Net,2016)۔

د۔ ترکی کے صدر رجب طیب اردگان نے ٹیلی فون کے ذریعہ روسی صدر ولادمیر پٹن سے گزشتہ ہفتے کم سے کم تین بار شام کے بحران کے متعلق بات چیت کی۔ (2 دسمبر 2016، بی بی سی)

ھ۔ ترکی کے وزیر خارجہ، مولوت کووسوگلو (Mevlut Cavusoglu) نے ترکی کے شہر علینا میں روسی وزیر خارجہ سرگئی لاوروف کے ساتھ ایک نیوز کانفرنس کو بتایا، "اس المیے کو ختم کرنے کے لیے ہم جنگ بندی کی طرف پیش قدمی کرنے کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں" (بی بی سی عربی، 2 دسمبر 2016)۔

ر۔ اسپلک نے جمعرات یکم دسمبر کو مخالف اتحاد کے ایک رکن سمیر نشر کا ایک بیان نقل کیا: "ترکی کی کوششوں سے تین دنوں سے اجلاس چل رہے ہیں، اور وہ بہت محتاط رہی ہیں اور جن جنگجو گروہوں سے ملاقات ہوئی ان پر ترکی نے اپنا کچھ تو اثر ڈالا ہے لیکن ان ملاقاتوں کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ بر آمد نہیں ہوا" (Russia Today یکم دسمبر 2016) ۔ The Financial Times اخبار نے جمعرات کے دن یکم دسمبر کو ایک رپورٹ دی کہ متعدد شامی حزب اختلاف کی رہنما "حلب میں جنگ کو ختم کرنے کے لیے ترکی کی کہنے پر روسی عہدیداروں کے ساتھ خفیہ مذاکرات کر رہے ہیں"۔ اخبار نے مزید بتایا کہ شمالی شام کے چار حزب اختلاف کے ممبران نے اس کو بتایا کہ ترک دار الحکومت انقرہ میں روسی عہدیداروں کے ساتھ مذاکرات کی سرپرستی کر رہا ہے" (بی بی سی عربی، یکم دسمبر 2016)۔ اسلامی احرار الاشام، اسلامی محاذ کے نام پر قیادت کر رہا ہے، حلب میں جنگ بندی کے خاطر روسی عہدیداروں سے مذاکرات کی وجہ سے الکیسلو (Alcastelo) سے فتح الشام کے جنگجو محاذ کو چھوڑ گئے اور زخمیوں اور بیماروں کو اقوام متحدہ کی ٹیم کی سرپرستی میں محفوظ طریقے سے نکالنے کے لیے سڑکیں کھول دی گئیں۔ المدن (Al Mudn) کے مطابق، "فتح الشام کا محاذ کو چھوڑنا ترکی کی منصوبے کے ذریعے ہی ہوگا؛ پھر بعد میں انقرہ محصور شدہ علاقوں کو امداد فراہم کرنے کے کام کو انجام دے گی۔ (Al Mudn، 3 دسمبر 2016)

ڈ۔ جہاں تک ترکی کے ان اقدامات سے امریکہ کی تفتّی کا سوال ہے؛ تو امریکہ کے دفتر خارجہ نے ان مذاکرات کا خیر مقدم کیا ہے۔ ایک پریس بریفنگ میں دفتر کے ترجمان مارک ٹونر نے یکم دسمبر، جمعرات کے دن بیان دیا کہ "ہم نے روس اور شام کے باغیوں کے مذاکرات کی رپورٹیں دیکھی ہیں۔۔۔ اور اس پر ہمارا رد عمل یہ ہے کہ ہم شام اور خصوصاً حلب کے لوگوں کی تکالیف و پریشانیوں کو ختم کرنے کی ہر مخلص کوشش کا خیر مقدم کرتے ہیں" (Russia Today یکم دسمبر 2016)۔ جو کچھ ہو رہا ہے اس کے پیچھے امریکہ ہے اور ساتھ ہی مذاکرات میں پیش قدمی پر وہ روس کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔ روس کے وزیر خارجہ نے 3 دسمبر ہفتے کے دن یہ انکشاف کیا کہ امریکی سیکریٹری خارجہ جان کیری نے بھی حلب کے تصفیے کے متعلق وہ تجاویز پیش کی ہیں "جو روس کے موقف سے موافقت رکھتی ہیں" (Russia Today 3 دسمبر 2016)۔

لاوروف نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ روس اور امریکہ انخلاء (withdrawl) کے متعلق کل شام یا بدھ کی صبح جنیوا (Geneva) میں بات چیت کی شروعات کریں گے، اور آگے یہ بتایا کہ امریکی سیکریٹری خارجہ جان کیری نے اس بابت انخلاء (withdrawl) کے راستوں اور اوقات کی تجاویز بھیج دی ہیں (Dar Al Hayat، 5 دسمبر 2016)۔ اس نے زور دے کر کہا کہ روس 5 دسمبر پیر سے مشاورت شروع کرنے کے لیے تیار ہے لیکن ماہرین کے اس اجلاس کو وقتی طور پر امریکہ نے ملتوی کرنے کو کہا ہے اور یہ متوقع ہے کہ یہ اجلاس یا تو منگل کی شام یا بدھ کی صبح شروع ہوں گے (Russia Today، 5 دسمبر 2016)۔ اس لیے، حالانکہ ترکی کے اقدامات اس لحاظ سے کہیں بڑے ہیں کہ ترکی ان کو اکیلا انجام دے سکے، اس لیے بلاشبہ امریکہ اس کی پشت پر ہے جو اس کو قدم بہ قدم سہارا دے رہا ہے۔ اور وہی روس سے ہونے والے مذاکرات کا منتظم ہے، روس کو دی ہوئی

اس کی تجاویز کے مطابق، خاص طور سے جب اوباما انتظامیہ کسی ایک کارنامے کو اپنے نام کرنے کی امید میں اپنے آخری دن گن رہی ہے چاہے اس انتظامیہ کے بچے ہوئے کچھ ہفتوں کا ہدف پھر حلب ہی کیوں نہ ہو۔

سوم: جہاں تک جنگجو گروہوں کو مذاکراتی میز پر لانے میں امریکہ کے کامیاب ہونے کے امکانات اور شام میں سیاسی عمل کے احیاء کا سوال ہے تو اس کا فیصلہ مندرجہ ذیل حقائق سے ہو گا۔

1. شام کے اندر امن پر مبنی حل کو رد کرنے کا رجحان بڑھتا جارہا ہے۔ شام کے لوگ امریکہ اور روس کے ساتھ عرب ممالک اور ترکی کی ان کے خلاف سازشوں سے بیدار ہو گئے ہیں۔ یہ بلاشبہ شفّاف بات ہے کہ یہ ممالک شام میں چلنے والے انقلاب کے خلاف ہیں۔ اس لیے اس سے جنگجو گروہوں پر دباؤ پڑا ہے کہ وہ اپنے طرز عمل کو درست کریں خاص کر جب کہ کثیر گروہوں نے بیرونی وفاداری اختیار کر لی ہے، اور ان پر غلیظ معاشی حمایت کا اثر ہے اور اس کا اظہار جنگ بندی اور ٹھنڈے پڑتے محاذوں اور ملٹری آپریشنز سینٹر (Military Operations Center) کی اطاعت و فرماں برداری سے عیاں ہے۔ شام کے اندر لوگوں کی بغاوت نے جنگجو گروہوں پر دباؤ ڈالا کہ وہ مشرقی حلب میں حکومتی مہم اور اس کے اتحادیوں کے سامنے آئیں۔ مگر اب بغاوت بڑھ گئی ہے، خوشنودی کرنے والے گروہوں کی دغابازی کو بیان کرتے ہوئے ان کے قائدین کو راستے سے ہٹانے کے مطالبے میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اور ان شدید جنگی حملوں کے مدّ نظر حلب کے اندر گروہوں نے اپنے آپ کو تحلیل کرنے کا فیصلہ لیا اور ایک طاقتور فوج (جیش حلب) کو تشکیل دینے کا فیصلہ لیا جو کہ اچھا قدم ہے اور شائد اس موجودہ خطرے میں بیرونی وابستگیوں سے آزادی دینے کا ضامن بنے۔

سمیر نشر جو کہ شامی حزب اختلاف کے اتحاد کے ایک رکن ہیں وہ ترکی میں روس اور گروہوں کے درمیان مذاکرات کے نتیجہ خیز نہ ہونے کہ وجہ حلب میں محصور شدہ مسلح جنگجوؤں کے ہاتھ میں فیصلے کی باگ ڈور کو بتاتے ہیں۔ اس نے کہا "ان ملاقاتوں کا کوئی ٹھوس نتیجہ نہیں نکل پایا کیونکہ جو لوگ حلب کے شہر میں پھنسے ہوئے ہیں وہ شہر کے باہر اپنے قائدین سے الگ اپنے فیصلوں کے خود مالک ہیں اور اس طرح شہر میں محصور شدہ لوگوں کے تعلق سے ان کا فیصلہ بہت آزادانہ ہو گیا۔" (Russia Today، یکم دسمبر 2016)۔ حلب کے اندر مسلح جنگجوؤں نے باہر ہونے والے دغاباز مذاکرات اور ہتھیار ڈال دینے کی جارحانہ دھمکیوں کو رد کر دیا۔ شامی حزب اختلاف کے ایک عہدیدار نے کہا کہ مخالفین گروہ کے قائدین حکومتی افواج کو مشرقی حلب نہیں سوپیں گے، جب روس نے کہا کہ وہ علاقے سے تمام مخالف جنگجوؤں کے انخلاء کے متعلق امریکہ سے بات چیت کرنے کو تیار ہے، جیسا کہ رائیٹرز خبر ایجنسی نے ہفتے کو بتایا۔" (Al Hurra، 3 دسمبر 2016)

2۔ اس طرح سے جن لوگوں میں بیداری آئی اور انہوں نے "حلب" کی شکل میں انقلاب کا جوہر پایا وہ اب موجودہ خطرے میں بھی سیاسی حل کے سامنے سر جھکانے اور ان سے راضی ہونے کے لیے نہیں دوڑے لیکن عرب ممالک اور ترکی کے وفادار گروہوں کے طرز عمل کی اصلاح کی زیادہ دوڑ ہے۔

وہ فرقے جو معاشی امداد کو ایک بڑی رکاوٹ میں بدل دیتے ہیں جو ان کو انقلاب کو جاری رکھنے میں مانع ہوتا ہے۔۔۔ اور یہ برے کو اچھے سے بالکل نمایاں کر دیتا ہے۔۔۔ برے گروہوں نے ترکی، سعودی عرب اور دوسرے آقاوں کے سامنے سر جھکا دیا ہے اور وہ امریکہ، اس کے حلیفوں اور حامیوں کے ماتحت سیاسی طریق کار کی طرف دوڑ پڑے ہیں اور انقلاب کے خلاف بنائی گئی سازشوں کے گڑھے میں گر گئے ہیں۔۔۔ اور اچھے لوگ اپنے قصد میں صادق نکلے؛ اور اللہ کے علاوہ کسی کے سامنے نہیں جھکے، اور ان کا یہ خیر انشاء اللہ ایران، روس، ترکی اور عرب ممالک سے جمع شدہ امریکہ کے عناد کو ضائع کر دے گا۔

حلب کے استقامت کے لیے ان کی باہمّت مزاحمت کے خلاف یہ جارہانہ حملہ صرف ان کی ظالمانہ روش کو ہی ظاہر نہیں کرتا بلکہ تمام تر مقامی ممالک جیسے ایران، سعودی عرب اور ترکی کی بھی ظالمانہ موزی پن ظاہر کرتا ہے۔ ایران شدید قتل عام میں تعاون کر رہا ہے اور اس کو صرف امریکی منصوبے کے مطابق اس معاملے میں روس ہی نے پیچھے چھوڑا ہے، اور سعودی عرب صرف غلیظ دولت سے کچھ گروہوں کے پیٹ بھرتا ہے تاکہ وہ دغابازی کے مذاکرات میں حصّہ لے سکیں۔ ترکی غلط معلومات کو ہتھیار کی طرح استعمال کر کے امریکہ کے منصوبوں کو پروان چڑھا رہا ہے، اس نے اپنی آواز کو بلند کیا تھا کہ وہ حلب کو ناامید نہیں کرے گا لیکن سب گواہ ہیں کہ اس نے حلب کو ناامید کیا۔ صرف یہی نہیں، اس نے اپنے مدفون شخص کی کوئی حفاظت

نہیں کی بس اس کو وہاں سے ایک دور دراز علاقے میں منتقل کر دیا! پھر اس نے اپنی آواز بلند کی کہ وہ "دوسرا حما" نہیں ہونے دے گا، لیکن ہم نے دوسرے اور تیسرے کا بھی مشاہدہ کیا اور انگلی تک کو حرکت میں نہیں لایا۔ جب وہ ان حالات کی پشیمانی سے دوچار ہوا تو پھر حال میں ہی اس نے بیان بازی کا بازار گرم کر دیا اس لیے اردگان نے بتایا کہ "Operation Euphrates Shield" کا مقصد "بشر کی روانگی" ہے۔ ترکی کے صدر رجب طیب اردگان نے 29 نومبر بروز منگل استنبول میں یروشلم پر اپنی ایک تقریر میں کہا: "اور ہم آزاد شامی فوج کے ساتھ شام میں داخل ہوئے"۔ بہر حال اردگان نے کہا" ہم آخر کیوں داخل ہوئے؟ ہم داخل ہی اس لیے ہوئے تاکہ ظالم اسد کی حکومت کو روک سکیں جو کہ شامی عوام کو دہشت گردی سے دہشت زدہ کر رہا ہے۔ ہمارا شام میں جانا اور کسی وجہ سے نہیں تھا"( Russia Today، 29 نومبر 2016)۔

لیکن اس سے پہلے کی اس کی آواز کی گونج تھمتی، وہ اپنے الفاظ سے پیچھے ہٹ گیا اور روس کی خوشنودی میں لگ گیا، جو کہ دن رات حلب پر گولا باری کر رہا ہے!"جمہوریہ کے صدر اردگان نے میہتر (Mehter) کی تیرہویں میٹنگ میں "الکلیہ" نامی صدارتی کمپاؤنڈ میں کہا کہ ترک مسلح افواج کی سرکردگی میں شام میں Operation Euphrates Shield چل رہا ہے جس کا مقصد کسی ایک انسان یا ملک کو نشانہ بنانا نہیں ہے بلکہ " 24 اگست سے یہ آپریشن صرف دہشت گرد تنظیموں کو اپنا ہدف بنا رہا ہے""(TRT Arabic، یکم دسمبر 2016)۔ روس کو یہ بات معلوم تھی کہ اسد کی روانگی کے تعلق سے اردگان کا بیان معنی سے خالی ہے۔ روس کے وزیر خارجہ نے یکم دسمبر جمعرات کے دن اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا: "ماسکو دونوں صدور کے مابین عملی میدان میں کیے گئے معاہدوں پر یقین رکھتا ہے جن کا نفاذ ہو رہا ہے نہ کہ کبھی کبھار اٹھائے گئے یکطرفہ بیانات پر"( Russia Today، یکم دسمبر 2016)۔ 7 دسمبر 2016 کو یلدرم (Yildirim) کے ماسکو دورے کے دوران، انہوں نے روس کی خبر ایجنسی انٹرفیکس کو دیے ایک انٹرویو میں صاف طور پر کہا کہ Operation Euphrates Shield کا حلب شہر میں ہو رہے واقعات سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی اس کا شام میں حکومت کی تبدیلی سے کوئی رشتہ ہے(Gulf Online، 7 دسمبر 2016)۔

چہارم: اس طرح سے امریکہ جارحانہ حملے کرنے میں روس کے ساتھ مکمّل طور سے ہم آہنگ ہے اور وہ Operation Euphrates Shield کے بھی پیچھے ہے جس کا مقصد حلب کے محاذ سے گروہوں کو Operation Euphrates Shield کی طرف پلٹا لانا ہے تاکہ حلب کا محاذ کمزور پڑ جائے۔۔۔ اس کے ساتھ ساتھ گروہوں کی روس کے ساتھ مشکوک مذاکرات کی سرپرستی بھی کرنا ہے اور ایران کے ہجوم اور اس کے معاونین کے بھی پیچھے وہی ہے۔ مخالف گروہوں کو موثر ہتھیار نہ مل پانے کے پیچھے بھی امریکہ ہی ہے، اور جو آج میڈیا نے شائع کیا وہ اس سے تبدیل نہیں ہوتا، کہ امریکہ کے ایوان نمائندگان نے ایک بل منظور کیا جو کہ منتخب صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی انتظامیہ کو یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ شام میں مخالف گروہوں کو زمین سے ہوا میں مار کرنے والے طیّارہ شکن میزائل (anti- aircraft missile) کو بھیج سکے۔ واشنگٹن پوسٹ نے رپورٹ دی کہ قرار داد کے مسودے میں اسلحے کی منتقلی کچھ پابندیوں کی متقاضی ہے(Al Arabiya، 7 دسمبر 2016)۔ یہ "زخمی وقت" میں حلب کے تقریباً تباہ ہونے کے بعد آیا، اور یہ مشتبہ ہے کہ یہ واقعی ہو گا، اگر یہ ہوتا ہے، تو یہ غیر مسلح ہتھیار ہو گا! اس کا استعمال صرف اسلام و مسلمانوں کے دشمنوں کی اجازت سے ہی ہو گا، اور کیا کانٹے بھی انگور پیدا کر سکتے ہیں؟ اور اس مسّودہ قانون کو نافذ نہ کرنے کے لیے منظور کیا گیا ہے بلکہ یہ ٹرمپ کے دور حکومت کے لیے ہے جس نے اپنی فرماں روائی سے پہلے ہی مخالفین کے لیے ہتھیاروں کی پابندی کا اعلان کر دیا ہے! اس سب کو گمراہ کن، غلط اطلاعات اور جھوٹ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

اس سب کے باوجود بھی چاہے کتنا ہی حلب کو تباہ و برباد کر دیا جائے، وہ پھر اٹھے گا اور پورا شام اور خصوصاً حلب امریکہ، روس، ان کے پیروؤں اور معاوین کے حلق کے لیے ایک زہریلے خنجر کی طرح رہے گا۔ یہ ان کی رات کی نیندیں اجاڑ دے گا اور ان کے جرائم کی پاداش میں ان کو ہلاک کر کے چھوڑے گا۔ جس فتح کا وہ دعویٰ کر رہے ہیں وہ اس کا مزہ نہیں لے پائیں گے۔ اگر وہ ایک ملک کی مکمّل بربادی کے بعد اس میں داخل ہو رہے ہیں تو یہ ان کی ایک خیالی جیت ہے اور اگر وہ ایک مجاہد کو اس کی شہادت کے بعد ہراتے ہیں تو یہ ایک ہاری ہوئی فتح ہے۔ اگر وہ تباہ کن راکٹ اور توپوں اور سینکڑوں یا ہزاروں کی افواج جمع کر لاتے ہیں اور ان سے آمنے سامنے جنگ نہ کر کے صرف ہوائی لڑائی اور جنگی جہازوں سے ان کو شکست دینا چاہتے ہیں تو انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ ان بزدلوں کی جیت ہے جو مردوں سے لڑنے سے ڈرتے ہیں، اصلی مردوں سے، ایسی جیت زیادہ دیر نہیں چلتی۔۔۔

امریکہ، روس، ان کے اتّحادی اور ان کے پیروں کار اپنے بھائیوں یعنی صلیبی، منگول اور تاتاریوں کے عراق اور الاشام پر ڈھائے گئے مظالم اور کئے گئے جرائم کے مثل وحشیانہ جرائم کو دہرانا چاہتے ہیں، لیکن انہیں ساتھ ہی ان کے انجام کو بھی یاد رکھنا چاہیے۔ مسلمانوں کے ذریعے ہی ان کے ہی ملک سے ان کو اکھاڑ دیا گیا اور مسلمان پھر سے اٹھے، اور اسلام اور مسلمانوں کا وقار واپس لوٹ آیا، اور ان کی خلافت اور زیادہ مضبوط ہو گئی اور انہوں نے "ہرقل" کے شہر کو فتح کیا اور وہ مسلمانوں کا شہر بن گیا جو 'استنبول' کے نام سے موسوم ہے۔ وہ ماسکو کے قریب پہنچ گئے اور ویانا (Vienna) میں داخل ہونے کے قریب ہی تھے، آگے آنے والے دن بعیّر دیکھیں گے اور کل اس کے انتظار میں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔۔۔

**وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ**

" جنہوں نے ظلم کیا ہے وہ بھی ابھی جان لیں گے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں" ( الشعراء:227)

بدھ 8 ربی الاوّل 1438 بعد ہجری

7 دسمبر 2016